نام کتاب: ________ ہمارے اسلاف
مصنف: ________ مولانا محمد یوسف انور رحمہ اللہ
قیمت: ________
طبع اول: ________ فروری 2017ء

ناشر:

گل روڈ، جمید کالونی گلی نمبر 5 گوجرانوالہ
055-3823990

فہرست

شخصیات

خدمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

برصغیر پاک و ہند میں تحریکِ اہلِ حدیث نے اپنی دینی وملی تگ و تاز اور دعوتی خدمات کے ذریعے سے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ ان خدمات اور مساعی کا دائرہ بہت وسیع بھی ہے اور گہرا بھی۔ چنانچہ ایک طرف تو اس تحریک کے قائدین نے عوام الناس کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ پر توجہ مرکوز کی، جس کی بدولت لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کے شرکیہ عقائد، بدعی رسومات اور غیر اسلامی طرزِ بود و باش کی اصلاح ہوئی، اور دوسری طرف آزادیِ وطن اور نفاذِ اسلام کی خاطر معاشرے میں اٹھنے والی ہر تحریک میں ہراول دستے کے طور پر کام کیا۔

برصغیر میں تقسیم ملک سے قبل کی تحریکِ خلافت، ترکِ موالات اور استخلاصِ وطن کے لیے برپا ہونے والی دیگر سرگرمیاں ہوں یا تقسیم کے بعد نفاذِ اسلام کے لیے اٹھنے والی تحریکیں، ہر جگہ علمائے حدیث نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ بنا بریں اس بات کی ضرورت تھی کہ اس داستانِ عزیمت کے تذکار کو نئی نسل کے لیے محفوظ کیا جائے، تاکہ وہ بھی اپنے اسلاف کی ان خدمات سے آگاہ ہو اور ان لازوال قربانیوں سے اپنے لیے ایک لائحۂ عمل تیار کرے، اسی اہمیت کے پیشِ نظر ہمارے محترم بزرگ مولانا محمد یوسف انور حفظہ اللہ نے اپنے اکابر کی ان گوناگوں خدمات کے اس حسین تذکرے کو مرتب کیا ہے، جس پر وہ بجا طور پر ہمارے شکریے اور مبارکباد کے حق دار ہیں۔

زیرِ نظر مجموعے میں پہلے تو مولف نے تحریکِ اہلِ حدیث کے تیس کے قریب اکابر علما کا تذکرہ کیا ہے، جن میں ان کے سوانح کا ذکر بھی ہے اور ساتھ ہی ان کی دینی و سیاسی خدمات کا تذکرہ بھی پڑھنے کو ملتا ہے، اس کے بعد دوسرے باب میں جماعت اہلِ حدیث کی ان خدمات کا تذکار ہے، جو آزادیِ وطن اور قیامِ پاکستان کے بعد نفاذِ اسلام کی خاطر اس مقدس تحریک نے پیش کی ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں آئینِ پاکستان میں اسلامی قوانین کی شمولیت اور مرزائیوں کے خلاف اٹھنے والی تحریکِ ختمِ نبوت میں علمائے اہلِ حدیث کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان تحریکات میں اکابرِ جماعت کا قائدانہ کردار رہا ہے، جس کی پاداش میں انھیں قید و بند کے مصائب بھی برداشت کرنے پڑے۔

اسی طرح برصغیر کی آزادی اور قیامِ پاکستان کے لیے برپا ہونے والی تحریک میں بھی جماعت اہلِ حدیث اور علمائے حدیث کا کردار بہت اہم تھا، جس کے تفصیلی تذکرے میں مولانا یوسف انور صاحب نے کئی مخفی گوشوں کو اجاگر کیا ہے اور ہماری نوجوان نسل کے سامنے واقعات و شواہد کے ساتھ ان لازوال قربانیوں کو پیش کیا ہے جو تحریکِ آزادی میں شریک اہلِ حدیث کے قائدین نے جماعتی اور انفرادی صورت میں پیش کی تھیں۔ اس سلسلے میں زیرِ نظر کتاب کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ یہ تمام تر حالات محترم مولف کے چشم دید ہیں جو ان کے بیتے دنوں کی حقیقی داستان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دراصل اس کتاب میں شامل بیشتر مضامین مولف محترم کی وہ نگارشات ہیں جو وقتاً فوقتاً جماعتی رسائل و جرائد میں شائع ہوتی رہی ہیں، جنھیں اب کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولف محترم کو صحت و عافیت سے نوازے اور انھیں مزید دینی و مسلکی خدمات کی توفیق دے۔

اسی طرح ہم ان تمام اَحباب و اِخوان کے ممنون ہیں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی مرحلے پر ہماری معاونت اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ خصوصاً فضیلۃ الشیخ فلاح خالد المطیری ﷾ (مدیر لجنۃ القارۃ الہندیہ، کویت) اور محترم المقام مولانا عارف جاوید محمدی ﷾ (مدیر مرکز دعوۃ الجالیات، کویت) ہمارے خصوصی شکریے کے سزاوار ہیں، جن کے تعاون اور سرپرستی کی وجہ سے اس مجموعے کی طباعت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور دیگر تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کو قبولیت سے سرفراز فرما کر ہمارے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین

والسلام

حافظ شاہد رفیق

1438/5/9ھ = 2017/02/07ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلىٰ آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أما بعد:

قرآنِ مجید و فرقانِ حمید ہدایت کا آخری سرچشمہ ہے، جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ ﷺ پر نازل فرمایا، جس میں انسان کی بھلائی اور بہتری کی تمام باتیں بتلا دی گئی ہیں:

﴿ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ﴾ [الأنعام: ٣٨]

''ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جس کا ذکر نہ کیا ہو)۔''

امام شافعی رحمہ اللہ نے تو ایک مرتبہ فرمایا تھا:

''مجھ سے جو پوچھنا ہے، پوچھو، میں اس کا جواب قرآنِ مجید سے دوں گا۔''

قرآنِ مجید ہی سے علمائے کرام نے مختلف علوم مستنبط کیے ہیں، چنانچہ انھی علوم میں سے عقائد، احکام، نحو، صرف، بدیع، معانی، لغت، فقہ، حساب، تعبیر الرؤیا، قراءت، طب، جدل و مناظرہ اور تہذیب و تادیب کے علاوہ علم التاریخ بھی اسی سے مستنبط ہے۔ قرآنِ مجید میں جہاں انبیائے کرام علیہم السلام کے قصص ہیں، وہاں ان کی اقوام کا بھی ذکر ہے اور ان قصص کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ﴾

[هود: ١٢٠]

''اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے آپ کو وہ (خبر) سناتے ہیں جس سے ہم آپ کا دل مضبوط رکھتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴾ [قٓ: ٣٧]

''بلاشبہ اس میں اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو (آگاہ) دل رکھتا ہے، یا وہ کان لگائے، جبکہ وہ (دل و دماغ سے) حاضر ہو۔''

صرف پہلی امتوں ہی کے نہیں، قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کے احوال و واقعات بھی بیان فرمائے، حتی کہ بعض نے قرآنِ مجید سے آنحضرت ﷺ کی سیرت مرتب کی، بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالوہاب بخاری نے ایک تفسیر لکھی، جس میں ہر آیت سے یہ معنی اخذ کیے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی نعت اور تعریف بیان کی گئی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے پہلو بہ پہلو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانثاری، وفاداری اور ان کے ایمان افروز عمل و کردار کی گواہی بھی قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو رسول اللہ ﷺ کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و کردار بھی قرآن مجید سے مرتب کیا ہے، تاکہ بعد میں آنے والے ان سے عبرت حاصل کریں اور اپنے عقیدہ و عمل کو سنوار سکیں۔ اسی جذبۂ صادقہ کی بنا پر صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ محدثین، ائمہ فقہا اور ائمہ زہاد کے تذکرے مرتب ہوئے اور ان کے احوال و واقعات

کو محفوظ کیا گیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

"اَلْحِكَايَاتُ عَنِ الْعُلَمَاءِ وَمَحَاسِنُهُمْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْفِقْهِ، لِأَنَّهَا آدَابُ الْقَوْمِ"

"علما کی حکایات اور ان کے محاسن کا تذکرہ میرے نزدیک بہت سی فقہ سے زیادہ محبوب ہے، کیوں کہ وہ قوم کے آداب ہیں۔"

امام سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

"عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ"

"صالحین کے ذکر پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔"

بلکہ بعض حضرات نے فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اللہ کی رضا نازل ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے محبت نازل ہوتی ہے اور صالحین کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔"[1]

اور یہ بات تو حقیقت پر مبنی ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے، وہ اسے اکثر یاد کرتا ہے اور وقتاً فوقتاً اس کا نام لیتا اور اس کا تذکرہ کرتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ»

"آدمی اسی کا ساتھی ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

اس لیے آنحضرت ﷺ اور اسلاف کا تذکرہ، ان سے محبت و الفت اور تعلقِ خاطر کا آئینہ دار ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف انور۔ مَتَّعَنَا اللّٰهُ بِطُوْلِ حَيَاتِهِ۔ نے بھی یہ تذکرۂ اسلاف لکھ کر ان سے اپنی عقیدت و محبت کا ثبوت دیا ہے۔ سچی بات

[1] الإعلان بالتوبيخ

ہے کہ جو کسی مومن کا ترجمہ لکھتا ہے اور اس کے واقعات و احوال کو محفوظ کرتا ہے، وہ اسے زندگیِ دوام بخشتا ہے اور جو ان واقعات کو پڑھتا اور ان سے مستفید ہوتا ہے، وہ گویا ان کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔

محترم مولانا صاحب کو ماضی قریب میں بہت سے اکابر علما کی مصاحبت حاصل رہی ہے۔ مختلف مجلسوں میں وہ ان بزرگوں کی حکایات بیان کرتے ہیں تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ان سے کئی بار عرض کی گئی کہ ان واقعات کو سفینوں میں محفوظ کر دیں۔ بلکہ اس ناکارہ نے تو انھیں یہ بھی متعدد بار عرض کیا ہے کہ "لائل پور" جو اب فیصل آباد ہے، اس کی تعمیر و ترقی میں اہلِ حدیث اکابر کی خدمات اور یہاں کتاب و سنت کی آواز کو پاپولر بنانے میں ان کے عمل و کردار کو بھی مرتب فرما دیں، یہ کام آپ تو کر سکتے ہیں، بعد میں شاید کسی سے نہ ہو پائے۔

کسے معلوم ہے کہ 1904ء میں لائل پور کی میونسپل کمیٹی بنی تو اس کے ایک اہم رکن جناب حکیم نور دین مرحوم اہلِ حدیث تھے۔ ان کی خدمات کے صلے میں سرکار نے انھیں دو مربعے زمین دی، مگر تحریکِ خلافت میں نمایاں حصہ لینے کی پاداش میں انگریز گورنمنٹ نے زمین ضبط کر لی اور ڈیڑھ سال قید کی سزا سنا کر جیل بھیج دیا گیا۔ یوں سیاسی قیدی کے طور پر لائل پور جیل میں قید ہونے والا یہ اہلِ حدیث حکیم پہلا شخص اور پہلا مسلمان تھا، جس کی تفصیل مرحوم مولانا محمد اسحاق بھٹی نے "کاروانِ سلف" میں بیان فرمائی ہے۔

ناسپاسی ہو گی اگر میں یہاں محترم مولانا محمد عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا نہ کروں، جن کے مسلسل اصرار پر محترم مولانا نے اسلاف کے یہ واقعات مرتب فرمائے اور ہمارے لیے ان سے شناسائی کی تقریب پیدا کر دی۔ جزاه الله أحسن الجزاء

یہاں یہ بات ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ فیصل آباد میں آج تو بہت سے ماشاء اللہ اہلِ ثروت ہیں، جنھیں علمائے کرام کی میزبانی کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے، مگر ایامِ ماضی میں یہ پوزیشن نہ تھی، بلکہ حضرات علمائے کرام اور شیوخِ عظام کی میزبانی کا شرف محترم مولانا محمد یوسف انور صاحب کے والدِ گرامی جناب حاجی عبدالرحمان رحمہ اللہ کو یا جناب مولوی کریم بخش انصاری کو حاصل ہوتا تھا۔ حاجی عبدالرحمان مرحوم جامع مسجد اہلِ حدیث کے سامنے منشی محلے میں رہایش پذیر تھے اور مولوی کریم بخش مرحوم کی رہایش جامع مسجد مبارک اہلِ حدیث منٹگمری بازار کے قریب تھی، اور دونوں کا گھر علمائے کرام کا مسکن تھا۔

بہت کم حضرات کو علم ہے کہ حاجی عبدالرحمان مرحوم کی مسلسل ترغیب اور رابطے ہی سے جناب صوفی احمد مرحوم اور محترم حاجی محمد بشیر صاحب (انصاف پرنٹر والے) شیخ بشیر احمد مرحوم، چیچہ وطنی والے، مسلکِ اہلِ حدیث سے شناسا ہوئے اور بالآخر اس کی حقانیت کو قبول کر کے اس کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی تمام مسلکی خدمات یقیناً حاجی عبدالرحمان مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ ہیں اور ان کی حسنات میں سے ایک حسنہ ہیں۔

شہر کے کسی محلے یا کالونی میں یا شہر کے مضافات میں کوئی دعوتی و تبلیغی پروگرام ہوتا تو علمائے کرام کی میزبانی کا شرف حاجی عبدالرحمان کو حاصل ہوتا۔ علمائے کرام کی ان کے گھر تشریف آوری ہی ہمارے مولانا محمد یوسف انور صاحب ﷾ کے لیے ان کے احوال و واقعات کو جاننے کا باعث بنی۔ محترم مولانا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حفظ و ضبط کی وافر دولت بھی عطا فرمائی ہے، جس کی بدولت اب پیرانہ سالی اور صحت کے عوارض کے باوصف اسلاف کا تذکرہ، سبق آموز اور نصیحت سے بھرپور

واقعات ہمارے علم میں لائے ہیں اور یوں ہمیں اپنے اسلاف سے جڑے رہنے کی سبیل پیدا فرمائی ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کی اس سعی کو سعیِ مشکور بنائے اور جن کی محبت بھری داستانیں جمع کی ہیں، ان کی انھیں رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین

خادم العلم والعلماء

ارشاد الحق اثری

16-01-2017ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

تاریخِ اسلام میں اہل اللہ اور اصحابِ علم وفضل کی سوانح حیات کا حسین تذکرہ موجود ہے۔ تاریخ کا یہ سنہری باب ہر دور میں بڑی دلچسپی سے پڑھا جاتا رہا ہے، جس سے علمائے اسلام کے کارناموں اور ان کی دینی، تعلیمی، اصلاحی و دعوتی سرگرمیوں سے بخوبی آگاہی ملتی ہے۔ نیز ان کے زہد و ورع اور اخلاص وللّٰہیت کے ایمان افروز واقعات پڑھ کر قلوب واذہان منور ہوتے اور روحانی سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔

ہر دور میں ایسے باکمال اور صاحبِ جمال لوگ ہوئے ہیں۔ اگرچہ وہ خود نمائش اور ریاکاری سے کوسوں دور رہے، لیکن اس دور کے اہلِ فکر ودانش ان کی حیات کے روشن پہلوؤں کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کرتے رہے۔ انھی کی کاوشوں سے آج ہم اپنے مایۂ ناز اسلاف کے حالاتِ زندگی سے آگاہ ہیں اور قدم قدم پر راہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

ماضی قریب میں بھی ایسی بہت سی شخصیات گزری ہیں، جو علم وفضل اور روحانیت کے بلند مقام پر فائز تھیں، جنھوں نے اپنی عملی زندگیوں اور روحانی قوت سے لوگوں کو متاثر کیا اور عوام ان سے فیض یاب ہوئے۔ آج بھی ہزاروں لوگ ان کے حلقوں میں شامل ہیں۔ ان ممتاز علما اور مشائخ کا کمال یہ ہے کہ یہ صرف قرآن وحدیث کے پیروکار تھے۔ صحیح عقائد ونظریات کے حامل، اور صحابہ کرام وتابعین عظام کے نقشِ قدم پر چلنے

والے تھے۔ وہ نفس پرستی اور خواہشات کے غلام نہ تھے۔ من گھڑت اور خود ساختہ طریقۂ عبادت سے نفرت کرتے تھے۔ تزکیۂ نفس کے لیے مسنون طریقہ اختیار کرتے اور عبادت میں احسان کے قائل تھے۔ ذکر واذکار اور فکر وتدبر میں نبوی اسلوب کو پسند کرتے اور اس کی دعوت دیتے اور اسی پر استقامت اختیار کرتے۔

ان قابلِ قدر اور باکمال علما ومشائخ کا ایک دل آویز تذکرہ ہمارے ممدوح مولانا محمد یوسف انور حفظہ اللہ نے نہایت عمدگی اور دل نشین انداز میں مرتب کیا ہے۔ مولانا موصوف اپنی ذات میں انجمن ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آپ قدیم وجدید علوم سے بہرہ مند ہیں۔ عرصہ دراز سے دعوتی میدان میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامع مسجد رحمانیہ مندرگلی کی خطابت سے اپنے مشن کا آغاز کیا اور اب عرصہ 25 سال سے جامع مسجد امین پور بازار میں فنِ خطابت کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ جامع مسجد اہلِ حدیث امین پور بازار کو فیصل آباد میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، جہاں ہمیشہ مرکزی اجلاس اور اجتماعات منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ آج کل یہ مسجد تعمیرِ نو کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ امید ہے پوری شان وشوکت کے ساتھ دوبارہ تعمیر ہوگی۔ مولانا کی بھرپور دلچسپی سے اس کی تعمیرِ نو کا آغاز ہوا ہے۔

ایک وسیع حلقہ آپ سے وابستہ ہے۔ آپ کو اکابر علما کی خدمت کرنے اور ان سے علمی وروحانی فیض پانے کا موقع ملا ہے، اس ضمن میں آپ کے والدِ گرامی مولوی عبدالرحمان رحمہ اللہ کا کردار نمایاں ہے۔ وہ اہلِ علم سے بہت محبت کرتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد شہر فیصل آباد میں سکونت اختیار کی، تمام قابلِ ذکر علمائے کرام کی مہمان نوازی کرتے اور ان کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتے، جس کی وجہ سے مولانا موصوف کو بھی علمائے کرام کی صحبت حاصل ہوئی اور ان کو قریب سے

دیکھنے، ان کی خدمت کرنے، ان کی دن رات کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کرنے کا نادر موقع ملتا رہا اور آہستہ آہستہ یہ تعلق مضبوط سے مضبوط ہوتا چلا گیا۔ ان کی دین سے محبت کی وجہ سے اکابر نے بھی ان پر بھرپور اعتماد کیا۔

پہلے انھیں نوجوانوں کی تنظیم سازی کرنے کی بھاری ذمے داری دی اور پھر جماعتی سرگرمیوں میں شامل رکھا۔ انھیں بڑے بڑے اجتماعات، قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں کے انعقاد کا وسیع تجربہ حاصل ہوا۔ بہت سے مواقع پر جماعتی نمایندگی کا حق ادا کیا۔ آپ جماعت اہلِ حدیث کے بہترین ترجمان ہیں اور بہت عمدگی سے یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ بہت سی سرکاری کمیٹیوں کے ممبر ہیں اور تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام بھی آپ کو قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گفتگو کا خاص ملکہ عطا کیا ہے اور مشکل بات کو آسان پیرائے میں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد، مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کے زعما اور مفکرین کی اعلیٰ سوچوں کا آئینہ دار ہے۔ 1955ء کو آل پاکستان اہلِ حدیث کانفرنس (منعقدہ لائل پور) کے موقع پر اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ مولانا محمد یوسف انور اس وقت جوان رعنا تھے اور خود اپنے والد ماجد کے ہمراہ اس تقریب میں موجود تھے، جس میں مولانا سید محمد داود غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، صوفی محمد عبداللہ اور میاں محمد باقر رحمہ اللہ شامل تھے۔ مولانا روزِ اول سے جامعہ کے رکن رکین رہے۔ پہلے جامعہ سلفیہ کمیٹی تھی جو بعد میں جامعہ سلفیہ ٹرسٹ بن گیا۔ مولانا موصوف اس کے بھی رکن ہیں اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس کے لیے صرف کرتے ہیں۔

رئیس الجامعہ میاں فضل حق مرحوم آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ جامعہ کی

تعمیر و ترقی کے لیے منعقدہ تمام اجلاسوں میں شریک ہوتے تھے۔ مفید مشوروں سے نوازتے اور وسائل کی فراہمی میں بھی پیش پیش ہوتے۔ آپ کا خصوصی تعلق صوفی احمد دین مرحوم کے ساتھ بھی تھا، جو جامعہ سلفیہ کے خازن تھے۔ باہمی مشاورت سے سالانہ اجلاس منعقد کرتے، جس میں تمام اراکینِ جامعہ شرکت کرتے۔ اکثر یہ اجلاس صوفی احمد دین مرحوم کے گھر سول لائن میں منعقد ہوتے۔

یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ جامعہ سلفیہ کانفرنس بڑے دھوم دھام سے منعقد ہوتی تھی، جس کے روحِ رواں بھی مولانا محمد یوسف انور ہوتے تھے۔ آپ جملہ انتظامات کو آخری شکل دیتے۔ علما و مشائخ سے وقت متعین کرتے اور اس کی مکمل روداد تحریر فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس وقت رئیس الجامعہ حاجی بشیر احمد ہیں۔ آپ جامعہ کے تاسیسی رکن اور میاں فضل حق اور صوفی احمد دین کے رفقا میں سے ہیں۔ مولانا محمد یوسف انور کا ان کے ساتھ بہت احترام کا تعلق ہے اور وہ ان پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جامعہ کے لیے ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

پاکستان میں موجود بعض روحانی خاندانوں کے ساتھ آپ کے خصوصی تعلقات ہیں، جن میں غزنوی، لکھوی اور روپڑی خاندان قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح بعض ممتاز علما اور اصحابِ کمال مشائخ سے بھی مراسم رہے ہیں۔ آپ نے اپنے مشاہدات کو یکجا کرنے کی ایک خوب صورت کوشش کی ہے، جس میں مختلف علما کے حالات و واقعات کا ذکر ہے۔ آپ کا اندازِ بیان بہت پرکشش ہے۔ اس کے مطالعہ سے جہاں ان قابلِ فخر علما کی سوانح، ان کے دعوتی اسلوب، اندازِ خطابت، حسنِ معاشرت اور مشکلات کا علم ہوتا ہے، وہاں اس وقت کے مذہبی، معاشرتی و سیاسی حالات سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ یہ کتاب ہر لائبریری کی زینت بنی چاہیے اور ہر صاحبِ فکر اور

طالبِ علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے۔ آمین

محمد یٰسین ظفر

ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

حرفِ چند

متحدہ ہندوستان میں (14 اگست 1947ء تقسیمِ ملک سے قبل) ہمارا شہر ''پٹی'' ایک مردم خیز اور با رونق قصبہ تھا۔ تحصیل قصور، ضلع لاہور کے چار قصبات کھیم کرن، دلتوھہ، گھڑیالہ اور پٹی؛ بھارت کو دے دیے گئے اور انھیں ضلع امرتسر میں شامل کر دیا گیا، حالانکہ معاہدے کے مطابق مسلم اکثریتی اضلاع امرتسر، لدھیانہ، جالندھر اور گورداسپور پاکستان میں شامل کیے جانے چاہئیں تھے، لیکن برا ہو انگریز کی مسلمانوں سے ازلی دشمنی کا کہ انھوں نے معاہدے کی پاسداری نہ کرتے ہوئے بہت بڑا خونی کھیل کھیلا۔ اِن اضلاع کے مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم برداشت کرتے ہوئے خون کا دریا عبور کر کے نوزائیدہ مملکتِ پاکستان میں داخل ہوئے۔

میں بھی بہت سے دوسرے پاکستانیوں کی طرح ان لوگوں میں سے ہوں، جنھوں نے، عمر کے ابتدائی حصے ہی میں سہی، پاکستان کو بنتے دیکھا ہے۔ یہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات تھی، ہزاروں راتوں سے زیادہ برکات اور خیر کی رات۔ بہرحال برصغیر کے مسلمانوں نے قیامِ پاکستان کی خوشی کو محسوس کیا اور دیکھا بھی۔ دنیا بھر کے مسلمان اس نوخیز ملک کو زوال پذیر عالمِ اسلام کا قائد بنتا دیکھنا چاہتے تھے، لیکن ؏ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

ہوا یہ کہ غلط فیصلوں کے نتیجے میں یہ ملک بعض ہوس پرست فوجی حکمرانوں اور ان کے ساتھی اقتدار پرست لیڈروں کی نااہلی اور سازش سے ٹوٹ گیا، اور یہ سانحہ بھی